در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

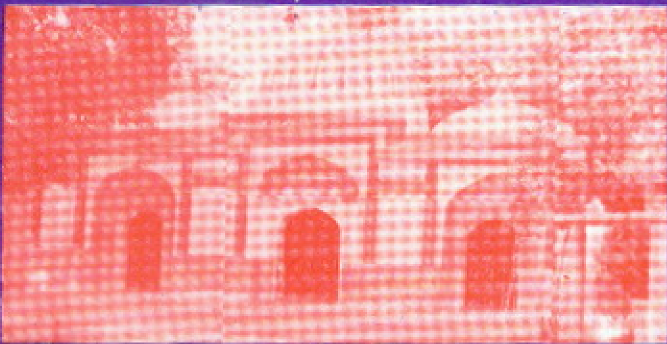

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۰ — جلد نمبر ۲

۱۶ اگست ۱۹۹۳ء — ۲۶ صفر ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	ولادت پاک	ابو الاثر حفیظ جالندھری	۵
۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال	سید ابرار حسین بخاری	۶
۴	ھدیۂ عقیدت	دلّو رام کوثری	۱۲
۵	اولیاء اللہ کی عظمت	سید زمرد شاہ بی ایس سی پشاور	۱۳
۶	منظوم سورۂ یوسف	صوفی مشتاق احمد ایم اے	۱۷
۷	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۱۹
۸	درود پڑھو	لطف علی خان لطف	۲۳
۹	انوار علی المرتضیٰ	مدیر اعلیٰ	۲۴
۱۰	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۲۸
۱۱	اسلام اور جدید سائنس	احمد بلال بی ایس سی	۲۹

قیمت : -/۶ روپے

شذرہ

ووٹ ووٹر کے ضمیر کی آواز ہے

مدیر اعلیٰ

پاکستان ووٹ کے نتیجے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معرضِ وجود میں آیا۔ پاکستان کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ برِصغیر کے مسلمانوں کا اپنا الگ وطن ہو، جہاں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رائج ہو۔ مسلمان اپنے تہذیب وتمدن اور دینی و مذہبی روایات کے مطابق پیار ومحبت سے زندگی بسر کرسکیں۔ چادر اور چار دیواری کا احترام ہو، ہر ایک کی عزت وناموس محفوظ ہو۔ غربت وافلاس کا خاتمہ ہو اور ہر ایک پاکستانی کو آگے بڑھنے کے لئے برابر کے مواقع میسّر ہوں۔ لیکن آج چھیالیس برس گزرنے کے بعد بھی مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں کئے جاسکے۔

اس چھیالیس سالہ دور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عرصے میں پاکستانی نے کئی بار جبرِ و استبداد (مارشل لاء) کے دور دیکھے جس نے اس کی شخصی آزادی چھین لی۔ بنیادی حقوق غضب کئے جس کے نتیجے میں تعصب کو فروغ حاصل ہوا۔ اور آزادی کے صرف اور صرف تئیس ۲۳ سال بعد۔

پاکستانی نے اپنے عزیز وطن کو دولخت ہوتے دیکھا، اُسے اپنے اکثریتی حصّے سے محروم کردیا گیا۔

؎ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہوجائے گی۔

پاکستانی نے انتخابات کے نام پر یہ ڈرامہ بھی دیکھا کہ ووٹ تو پول نہیں ہوئے لیکن بکس بھرے ہوئے نکلے۔

پاکستانی نے یہ بھی دیکھ لیا۔ کہ پانچ سالہ انتخابی دور گھٹتے گھٹتے دو سالہ انتخابی دور میں تبدیل ہو گیا۔

پاکستانی کو اِن چھیالیس ۴۶ برسوں میں یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ جس رائے کا اظہار کر رہا ہے۔ وہ اُس کا مالک بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ بارہا اِس علم و تجربے سے گزر چکا ہے۔ کہ اِس کے ووٹوں سے منتخب ہونے والی حکومت کو بالائی قوتوں نے آنِ واحد میں ختم کر کے اُس کی رائے کا خون کر دیا۔

رکھیو غالب مجھے اِس تلخ نوائی پہ معاف

آج کچھ درد میرے دِل میں سوا ہوتا ہے

پاکستانی نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ پاکستان بنانے والوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے پنجابی، پٹھان، سندھی، بلوچی اور شیعہ و سنی کی اصطلاحات کو غلط رنگ دے کر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے استعمال کر کے پانی کی طرح اِن کا خون بہایا گیا۔

المختصر پاکستان کی تاریخ اِن ناگفتہ بہہ، درد بھرے اور افسوسناک واقعات سے عبارت ہے۔ اور پاکستانی کو ابھی سُکھ کا سانس لینا نصیب نہیں ہوتا کہ اُسے ایک نئی مُشکل میں پھنسا دیا جاتا ہے اور مختلف سازشوں کے ذریعے الم انگیز حالات پیدا کر کے امن و سکون کو درہم برہم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ مُلک قوت و استحکام حاصل کر کے ترقی سے ہمکنار نہ ہو سکے۔

گذشتہ تین چار ماہ کے اندر پاکستانی نے اپنی آنکھوں کے سامنے اختراق و تشتت اور جھوٹ و نفاق کا بھیانک منظر دیکھا کہ کس طرح

قانون کی دھجیاں اُڑائی گئیں

عدلیہ کی بے حُرمتی کی گئی

پارلیمنٹ کی حکم عدولی کی گئی

ہارس ٹریڈنگ کا بدترین مُظاہرہ کیا گیا۔

اور دو حکمرانوں کے درمیان اقتدار کی جنگ نے پاکستانیوں کی رائے کو پھر سے پاؤں تلے روند ڈالا کاش کہ اُن میں اتنی عقل و فہم ہوتی۔ وہ سمجھتے کہ ہم اپنی

کرسی کو بچانے کے لئے قوم کے ساتھ کیا کھیل رہے ہیں۔

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

بہرحال اب پھر پاکستانی کے لئے اظہار رائے کا وقت قریب آگیا ہے اور وہی لوگ قوم کے سامنے آچکے ہیں۔ جو گذشتہ انتخابات میں پاکستانیوں کے ووٹوں کی دو قسطیں وصول کر چکے ہیں۔ اور اب تیسری قسط کے حصول کے لئے پھر ان کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ کیا پاکستانی پھر انہی چہروں کو آزمائے گا؟

یہ پاکستانی کی ذہانت اور عقل و فکر کے امتحان کا وقت ہے۔ اظہار رائے اُس کے ضمیر کی آواز ہے، جس پر کوئی قدغن، کوئی بندش نہیں لگائی جا سکتی۔ یہ اس کا بنیادی حق ہے جو اس سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ اس لئے یہ بنیادی حق استعمال کرتے ہوئے اُسے یہ ضرور سوچنا چاہیئے کہ اب یہ بچا کھچا پاکستان ہی اس کی متاع عزیز ہے۔ اس کے استحکام اور عزت و آبرو سے اس کا وقار اور ناموس وابستہ ہے۔

لہٰذا اپنا یہ ووٹ ایسے اُمیدوار کو دیں جو
انسانِ کامل ہو۔
قومی سوچ کا حامل ہو
اسلام کا حقیقی درد رکھتا ہو
پاکستان کا سچا خیر خواہ ہو۔
للہیت اور خلوص کے ساتھ پاکستان اور پاکستانی کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہو۔
ہر قسم کی فرقہ واریت، گروہ بندی، لسانی فساد اور صوبائی تعصب سے پاک ہو۔

اگر آج پاکستانی نے اپنی رائے کا اظہار سوچ سمجھ کر نہ کیا۔ اور تعصبات کا شکار ہو گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ دو لخت ہونے کی بجائے پانچ لخت ہونے کا ورثہ بدنصیب ہو جائے، جس کے لئے اسلام اور پاکستان دشمن قوتیں پہلے سے سرگرم عمل ہیں۔

۵

ولادت پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابوالاثر حفیظ جالندھری

خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں
جو بن کر روشنی پھر دیدہ یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حسن کے نیرنگ میں پایا
کلیم اللہ کا دل روشن ہوا جس ضوفشانی سے
وہ جس کی آرزو بھڑکی جواب لن ترانی سے
وہ جس کے نام سے داوٗد نے نغمہ سرائی کی
وہ جس کی یاد میں شاہ سلیمان نے گدائی کی
دل یحییٰ میں ارماں رہ گئے جس کی زیارت کے
لب عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شان رحمت کے
مرادیں بھر کے دامن میں مناجات زبور آئی
امیدوں کی سحر بڑھتی ہوئی آیاتِ نور آئی
تبسم ہی تبسم تھے نظارے لالہ زاروں کے
ترنم ہی ترنم تھے کنارے جوئے باروں کے
ہوا عرش معلی سے نزول رحمت باری !!
تو استقبال کو اُٹھی حرم کی چار دیواری
بصد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی !!
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال

تحریر:۔ سید ابرار حسین بخاری

جناب حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

فَهُوَ الَّذِی تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ ثُمَّ اصْطَفَاهُ

حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِی

مَحَاسِنِهٖ۔ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پورا حسن ہم پر ظاہر نہیں فرمایا، اگر وہ ایسا کرتے تو ہم ان کے جمالِ عالمتاب کی تاب نہ لا سکتے۔"

احادیثِ نبویہ اور آثارِ مرویہ سے بکثرت ایسے دلائل و شواہد عیاں ہوتے ہیں جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کے کمال پر دلیل ہیں اور آپ کی صورت مبارکہ کے جمال کے شاہد اسی لیے یہ امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی قدر ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی قدر ذاتِ اقدس پر پوری اور کامل طرح ایمان لانے میں سے یہ امر بھی ہے کہ اس امر کا یقین و ایمان ہو کہ اللہ جل شانہٗ نے حضور سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن شریف اس طرح بنایا کہ نہ اس سے قبل کوئی ایسا بدن ظہور

پذیر ہوا اور نہ ہی آپ کے بعد نمودار ہو گا۔

اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کی ذاتِ اقدس کی مانند کوئی شخص جنم لے گا۔

چہرۂ انور :

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور تمام لوگوں سے بہترین اور خوبصورت ترین تھا۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور اس قدر حسین وجمیل اور چمک دمک والا تھا کہ گویا اس مقدس چہرۂ انور میں سورج رواں دواں ہے۔[2]

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کا چہرۂ انور زیادہ فربہ اور موٹا نہیں تھا اور نہ ہی بہت زیادہ گول بلکہ انتہائی موزوں متناسب گول اور خوب صورت تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسرور وخوش ہوتے تو آپ کے چہرۂ انور کے دانت مبارک یوں چمکتے، دمکتے جیسے کہ یہ چاند کا ٹکڑا ہیں۔[3]

جناب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور چاند کے دائرہ کی مانند تھا۔

جناب ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہمیں حضور سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت وتعریف بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا حضور کا رنگ مبارک سفید اور چہرۂ انور ملیح سفید تھا جب سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ومسرور ہوتے تو یوں معلوم ہوتا کہ آپ کا چہرۂ اقدس شیشہ ہے گویا کہ آپ کے چہرۂ اقدس میں چودھویں کا چاند دیکھا جا

---

[1] بخاری ومسلم عن البراء بن عازب [2] ترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ [3] رواۃ اصحاب الشمائل

سکتا ہے[1] ۔ سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضورِ اقدس کا چہرۂ اطہر سورج اور چاند کی مانند اور انتہائی معتدل گول تھا[2]

وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کیے ہیں ان کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ اقدس چمکتا دمکتا روشن تھا اور یہ ظاہر و باہر نور سے چمکتا تھا۔ اس میں انتہائی دیدہ زیب و خوشگوار رونق و روشنی تھی۔

حسن بن علی اپنے ماموں جناب ہالہ بن ابو ہالہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھرے بھرے جسم والے اور پُر رعب تھے، چہرۂ اقدس چودھویں کے چاند کی مانند دمکتا تھا۔

ایک چاندنی رات کو جناب حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھنا شروع کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں باعثِ تخلیقِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا اور چاند کو بھی لیکن آپ مجھے چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل اور خوبصورت دکھائی دیے[3]

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ ہمیں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال بیان کریں۔ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے۔ اگر آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ملاحظہ کر لیتے تو گویا آپ سورج طلوع ہوتا ہوا دیکھ لیتے[4] حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصف اور خوبیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

[1] رواہ مسلم [2] رواہ مسلم

[3] رواہ الترمذی، حدیث صحیح [4] ترمذی، بیہقی

"میں نے آپ کو نمایاں حسن والا، اچھی عادات والا، ملیح چہرے والا اور حسین وجمیل مرد پایا"[1]

قبیلہ ہمدان کی ایک خاتون نے کہا:

"میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گرامی قدر ذات کے ہمراہ حج کیا۔"

ان سے دریافت کیا گیا کہ ہمیں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں بتاؤ۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا:

"سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودھویں کے چاند کی مانند ہیں۔ میں نے آپ سے قبل اور بعد آپ کی مثال کوئی شخص نہیں دیکھا"[2]

رخسار مبارک:

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گال مبارک انتہائی موزوں طریقہ سے طویل اور زائد از ضرورت مرتفع (ابھرے ہوئے) نہ تھے۔

چشم مبارک:

سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔[3] — آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

---

[1] بیہقی، حاکم، حاکم نے حدیث ہذا کو صحیح اور مشہور قرار دیا ہے۔

[2] ترمذی فی الشمائل۔ [3] سورۃ النجم ۱۷

اور صحیح حدیث پاک میں ثابت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کے اندھیرے میں بالکل اسی طرح ملاحظہ فرمایا کرتے جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھتے۔ اور آپ اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جیسے سامنے سے ملاحظہ فرماتے۔

اور حدیث ابن ابو ہالہ میں ہے ،

توجہ فرماتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے ، نظر جھکائے رکھتے ، آپ کی نظر جو زمین پر پڑتی وہ آسمان سے بلند ہوتی اور زاویہ چشم سے دیکھا کرتے تھے۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ راوی ہیں کہ "حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک آنکھیں بڑی ، بھنووں اور ابروؤں کے کافی بالوں والی اور سرخ رنگ والی تھیں۔

پیشانی مبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک اور بے مثال پیشانی واضح نمایاں اور کھلی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں ہی مروی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ کی پیشانی مبارکہ واسع اور کشادہ تھی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی پیشانی مبارکہ عظیم تھی۔ تمام راوی پیشانی کے حسن وجمال میں متفق ہیں۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی روایت کا مفہوم یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے اور حسین وجمیل مبارک سر والے ہیں [1]

بینی مبارک :

آپ کا ناک سامنے سے سیدھا بلند درمیان سے انتہائی تناسب سے ڈھلا ہوا

---

[1] جیسا کہ ابو ہالہ نے بیان فرمایا

ایک جانب اور نتھنے تنگ تھے۔

دہنِ اقدس :

حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ اقدس عظیم تھا۔ اہلِ عرب عظیم چہرے کی مدح و توصیف کرتے ہیں اور چھوٹا چہرہ ان کے ہاں مذموم ہے۔ آپ کے مبارک دانتوں کے مابین معقول اور مناسب فاصلہ تھا۔

آپ کا چہرہ اقدس انتہائی طیب و پاکیزہ اور حسین و جمیل تھا اور آپ کے مبارک دانت موتیوں کی مانند چمکتے

صحابیِ رسول، مدح خوانِ مصطفیٰ، شاعرِ دربارِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ؎

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النسآء
خلقت مبرءً من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشآء

اردو کے مشہور شاعر جناب مرزا محمد ھادی عزیز لکھنوی نے کیا خوب فرمایا:

؎

نوید آدم و حوّا کو دے کوئی جا کر!
کہ وجہ خلقتِ دنیا کا اب ہوا اظہار
وہ گُل کھلایا ہے فطرت کے مُوقلم نے آج
کہ گر گئے ہیں نگاہوں سے سارے نقش و نگار

ہدیۂ عقیدت

بحضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دلو رام کوثری

مدینہ میں مجھ کو بُلایا محمدؐ
ذرا اپنا کوچہ دکھایا محمدؐ

نہ کھولوں گا برقِ تجلّی سے آنکھیں
تصوّر ہے تیرا اسد ایا محمدؐ

خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمدؐ

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت
یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ

نبیؐ کا نطق ہے نطقِ الٰہی
کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ

خدا کا نور ہے نورِ پیغمبر
خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ

کوثری تنہا نہیں ہے مصطفیٰ کے ساتھ ہے
جو نبیؐ کے ساتھ ہے وہ مصطفیٰ کے ساتھ ہے

انکشافِ مدعا پیشِ احد میں کیا کروں
میم احمد ہے کہ جو میری دعا کے ساتھ ہے

لے کے دلو رام کو حضرت گئے جنت میں جب
غل ہوا ہندو بھی محبوبِ خدا کے ساتھ ہے

دلو رام کوثری

اولیاء اللہ کی عظمت

سید زمرد شاہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات خاص کر انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہر دور میں برگزیدہ لوگوں کو کسی نہ کسی صورت میں معبوث فرمایا۔ یہ برگزیدہ (مخصوص) لوگ یا تو نبی و پیغمبر کی صورت میں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجے گئے یا پھر ولایت کے درجہ پر فائز کر کے بھیجے گئے۔ دین اسلام کی تعلیم سب سے پہلے انسانوں میں حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے بعد آخر میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہوئی۔ اس کے بعد یہ کام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے سپرد ہوا جنہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کو بطریق احسن انجام دیا۔ صحابہ کے بعد تابعین تبع تابعین اور پھر اولیاء اللہ کا لامحدود سلسلہ شروع ہو گیا۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ مبارک کو جاری و ساری رکھا۔ اور اللہ کے انہیں برگزیدہ بندوں کے ذریعے یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دین مبین کے امین و محافظ ہیں اور اس دنیا میں کسی نہ کسی روپ میں موجود رہتے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے اور انہی لوگوں کی طفیل یہ دنیا آباد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنے محبوب بندوں یعنی اولیاء کی شان بیان فرمائی ہے:-

(۱)۔۔۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس آیت ۶۲)

ترجمہ:- خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ خوف ہے (اپنی جانوں کا) اور نہ حزن (غم مریدوں کا)

(۲)۔۔۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حم السجدہ آیت ۳۰)

ترجمہ:- بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اس پر جمے رہے اللہ تعالیٰ ان پر فرشتے نازل فرماتا ہے وہ فرشتے ان کو بشارت دیتے ہیں کہ تم پر کوئی خوف اور حزن نہیں اور خوشخبری ہے تمہارے لئے جنت کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

(۳)۔۔۔ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حم سجدہ آیت ۳۱)

ترجمہ:- اس دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہے جو تمہارا نفس خواہش کرے اور تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جو تم طلب کرو۔

(۴)۔۔۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَةِ (یونس آیت۔۳۳)

ترجمہ۔۔۔ یہ (اولیاء) وہ لوگ ہیں جو ایمان والے ہیں اور متقی ہیں ان کے لئے بشارت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

(۵)۔۔۔ ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرھم لا یعلمون۔ (الانفال آیت۔۳۴)

ترجمہ۔۔۔ نہیں ہیں اولیاء اللہ مگر وہی ہیں جو متقی ہیں اور ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

(۶)۔۔۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (البقرہ آیت۔۲۵۷)

ترجمہ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ولی ہے ان لوگوں کا جو سچے مومن ہیں اور انہیں ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے

مذکورہ آیات مبارکہ سے ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ ولی کون ہے، ولی کیا کر سکتا ہے، ولی کا مقام کیا ہے اور ہم کس کو ولی کہہ سکتے ہیں؟۔

ولی کے معانی ہیں دوست، مددگار، کارساز اور کسی کام پر مقرر کیا جانے والا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بندوں کی مدد کے لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ صراط مستقیم پر آسانی سے گامزن ہوں اور لوگوں کے بگڑے ہوئے کاموں کو سنوارنا ان کا کام ہے جب کوئی سائل کسی بھی مشکل میں مبتلا ان کے پاس دلی مراد لے کر جاتا ہے تو کبھی بھی نامراد واپس نہیں لوٹتا۔ ان اولیاء کرام ہی کو اللہ تعالیٰ نے اس نظام کائنات کو چلانے پر مامور کیا ہے یہ سارا نظام ان ہی کی مرہون منت ہے اگر یہ لوگ ختم ہو جائیں تو قیامت آجائے۔

توحید، قرآن اور رسالت کو اگر سمجھا تو اولیاء اللہ نے ان کی آنکھوں، دل و دماغ اور رگ و ریشے میں اللہ کا نور بس رہا ہے جب وہ دیکھتے ہیں تو خدا کے نور سے دیکھتے ہیں، جب پکڑتے ہیں تو خدا کی طاقت سے پکڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات میں وہ اتنے مستغرق ہیں اور اتنے متفرق ہیں کہ انہیں کوئی اور چیز دکھائی ہی نہیں دیتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں اُس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ اُن کا ظاہر بھی خدا، اُن کا باطن بھی خدا، اُن کے آگے بھی اللہ اُن کے پیچھے بھی یاد الٰہی، اُن کے دائیں بھی اللہ اور اُن کے بائیں بھی اللہ کا نُور ہوتا ہے۔ جب وہ چلتے ہیں اللہ کے نُور میں چلتے ہیں اور جب سوچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے سوچتے ہیں اور یہی ہے مقام ولایت۔ جہاں پر ان کو نہ تو اپنا غم و فکر رہتا ہے اور نہ دوسروں کا خوف اور ان کے لئے۔ جنت کی خوشخبری ہے۔ ولی کا مقام تو یہ ہے کہ جب دعا کرے تو بیمار تندرست ہو جائیں، دعا کرے تو رزق فراخ ہو جائے، جب دعا کرے تو تین آدمیوں کا کھانا، پانچ ہزار کھالیں اور بعض اوقات تو ہاتھ اٹھانے کی بھی

زحمت نہیں، دعا کرنے کی بھی ضرورت نہیں، اِدھر دل میں خیال آیا اُدھر کام ہو گیا، ادھر نگاہ کی ادھر تقدیر کو بدل دیا۔ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ان کی نگاہیں لوح محفوظ پر لگی ہوتی ہیں جیسا کہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میری آنکھیں لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہیں"۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو دنیا کے حجابات، غم واندوہ اور پریشانیوں اور مصیبتوں سے نکال کر مقام اطمینان میں لے جا کر کھڑا کر دیتا ہے اور جب وہ مقام نور میں پہنچتا ہے تو خود بھی منور ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی روشن کر دیتا ہے۔

ولایت ایک قرب خاص ہے جو مولا کریم عز و جل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کرے البتہ اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداء میں مل جاتی ہے ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں تمام اولیائے کاملین اولین و آخرین سے اولیائے محمدین یعنی اس امت کے اولیاء افضل ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں۔ ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ و سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت سے ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں کئی ایک کو ماکان و مایکون اور تمام لوح محفوظ پر مطلع کیا جاتا ہے۔ مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور عطا سے بے وساطت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا کرامات اولیاء اللہ حق ہیں ان کا منکر گمراہ ہے بیماروں کے لئے شفا، اندھے کے لئے بینائی، کوڑھی کی تندرستی غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوا اس معجزے کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آیا وغیرہ۔

اللہ کے وہ مقرب بندے کتنے بے نظیر ہیں جن کے قلوب و سینے نور توحید اور معرفت اللہ کے بحر بے پایاں ہیں اور ان میں ہر وقت، ہر گھڑی، ہر لمحہ اللہ اور اسی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت کے طوفان برپا رہتے ہیں حیات میں بھی اور ممات میں بھی ان میں کوئی کمی نہیں آتی جب بھی کسی حالت میں ان کے ہاں حاضری دی جاتی ہے تو ان کے عشق، سوز و گداز اور ذکر دائمی سے اس قدر کیف و سرور اور گریہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ انسان عجیب راحت و سکون محسوس کرتا ہے اور یقینی طور پر

قلب وروح متاثر ہوتے ہیں۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو دل کے دریا کی عمیق گہرائیوں سے ان گنت لعل وگوہر معرفت اور باطنی علوم مخفیہ کے بے شمار موتی فرط جذبات سے اچھل اچھل کر ساحل زبان پر بکھر آتے ہیں اور حاضرین چن چن کر اپنے دامن بھرتے ہیں ایسا مزہ تو وہی لوگ لے سکتے ہیں جو صالحین لوگوں کی مجالس میں بیٹھتے ہیں یا ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں۔

اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کے لئے سعادت وباعث برکت ہے۔ ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔ اولیاء کرام اپنے مقبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم وادراک سمع وبصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ انہیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات وامر مستحب ہے۔ چونکہ مسلمانوں کو بحمدہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ ایک خاص عقیدت ہوتی ہے ان کے سلسلے میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاح دارین تصور کرتے ہیں۔ اس لئے وہ ان حضرات کی خانقاہوں اور مزارات پر حاضری دے کر فیضیاب ہوتے ہیں اور دلی سکون حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے اولیاء اللہ کے دیدار اور صحبت کاملہ سے مشرف فرمائے اور ان حضرات (برگزیدہ) کی خدمت کا موقع دے اور ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

ثم آمین و بجاہ سید المرسلین

کیا نبی اور کیا نبوت کی معلی شان ہے
جس کی صورت سے ہویدا صورت رحمٰن ہے

ذات جن کی دو جہاں میں منبع احسان ہے
مدح میں ان کی مقصر طاقت انسان ہے

یارسول اللہ تم پر جان و دل قربان ہے
یاد تیری دل میں میرے ہر گھڑی ہر آن ہے

(راجہ لکھن لال لکھن)

منظوم سورۂ یوسف اردو ترجمہ

صوفی مشتاق احمد، سابق پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول پشاور

اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾

(سچی بات سے اب میں کرتی ہوں آگاہ) ؛ میں نے یوسف کو کرنا چاہا تھا گمراہ

حقیقت یہ ہے کہ یوسف کو میں نے پایا نیک ؛ وہ بندگان صداقت شعار میں سے ہے ایک

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ

(سنائی ساقی نے یوسف کو آکے جب داستاں) ؛ (طمانیت سے مخاطب ہوا مہ کنعان)

وضاحت میں نے شہ مصر سے ہے کروائی ؛ تاکہ اس کو حقیقت سے ہو بوں آگاہی

جان لے وہ یقیں سے کہ جب وہ حاضر تھا ؛ خیانت اس کی امانت میں کی نہ میں نے ذرا

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور یہ بھی ہو جائے معلوم اسے کہ رب کریم ؛ چلنے دیتا نہیں خائنوں کے مکر لئیم

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ

میں اپنے نفس کو نہیں جانتا بری ز خطا ؛ حقیقت یہ ہے کہ انسان خطا کا ہے پتلا

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

نہیں ہے اس میں کوئی شک کہ نفس انسانی ؛ حکم دیتا ہے سوئے گنہ و طغیانی

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ

دگر نہ اس کو نہ پہنچا سکے گا نفس لئیم) ؛ کہ جس پہ رحم کرے گا میرا رب رحیم

اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

لاریب یہ ہے حقیقت کہ میرا رب کریم ؛ بڑا ہی بخشنے والا ہے بڑا ہی رحیم

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ

کہا پھر شاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس ؛ رہا کرا کے بناؤں گا اس کو خادم خاص

(چنانچہ شاہ کے ارشاد پر ہوا وہ رہا ؛ رہائی پا کے وہ شہ کے حضور حاضر ہوا)

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾

بٹھایا شاہ نے اپنے قریب مسند پر ✻ کی بات چیت معاملاتِ دنیا پر
باتوں باتوں میں عظمت کا ہو گیا قائل ✻ اس کی دانش و حکمت نے کر دیا گھائل
بولا فرطِ محبت سے شاہ والا تبار ✻ تم آج سے ہو یہاں معتبر امانت دار

قَالَ

دُستی جو شاہ کی باتیں حوصلہ افزا ✻ (بڑے اعتماد سے انداز میں) ہُوا گویا

اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

بنائیں مجھ کو خزانے کا ناظم اعلیٰ ✻ کروں گا اس کی حفاظت بہ فضلِ رب علا
ہیں اقتصادی مسائل کا ہوں بڑا ماہر ✻ (مرے عمل سے یہ ہو گا خود بخود ظاہر)

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ

(لیس شہ نے اس کی گذارش کو کر لیا تسلیم) ✻ یوں ہم نے مصر میں یوسف کو دی بڑی تکریم

يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ

تاکہ رہن سہن کریں وہ جہاں کہیں چاہیں ✻ نواز دیتے ہیں رحمت سے ہم جسے چاہیں

وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

ہم ضائع کرتے نہیں اجر نیکو کاروں کا ✻ سہارا ہم ہی ہیں زمانے میں بے سہاروں کا

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

جو لوگ لائے ہیں ایماں خدائے برتر پر ✻ اور اپنی زندگی تقویٰ پہ کرتے ہیں وہ بسر
ایسے متقیوں کو ملے گا اجر عظیم ✻ بروزِ حشر بہ بارگاہِ ربِّ کریم

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ

(انہی دنوں میں تھا کنعان میں اک قحط بپا ✻ بہت ہی سخت مصیبت میں لوگ تھے مبتلا
غلّہ لینے کو یوسف کے بھائی مصر گئے ✻ انہی کے پاس وہ غلّے کی التجا لائے

(جاری ہے)

تفسیر القرآن الحسنیہ

(مدیر اعلیٰ)

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور اگر تم (کسی قسم کے) شک و شبہ میں ہو اس وحی (کے متعلق) جو ہم نے اپنے عبد پر اتاری تو اس کے مانند ایک ٹکڑا ہی بنا لاؤ اور اپنے معبودان (باطل) کو بھی بلا لو سوائے اللہ تعالیٰ کے اگر تم سچے ہو۔

لغت عبد: بندہ، غلام، تاج العروس میں ہے کہ عبد انسان کو کہتے ہیں۔ آزاد ہو یا غلام[1]۔ ابن حزم نے کہا کہ عبد کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے[2]۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں، عبد کا لفظ چار معنوں میں استعمال ہوتا ہے[3]۔

(۱) عبد بمعنی غلام یعنی وہ انسان جس کو خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہو۔

(۲) عبد بالایجاد یعنی وہ بندہ جسے اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اس معنی میں عبودیت اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ ہے۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا[4] (آسمان و زمین میں جتنے بھی اشخاص ہیں اللہ تعالیٰ کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے۔

(۳) ایسا عبد جو عبادت اور خدمت کی بدولت عبودیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس لحاظ سے عَبْدٌ کا لفظ ان بندوں کے لئے بولا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بن جاتے ہیں۔

(۴) اور عَبْدٌ کی چوتھی قسم ایسے بندوں کی ہے جو دنیا کے لالچ اور حرص کے غلام بن کر

---

[1] عبد الرشید نعمانی، لغات القرآن، ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۳ء، ج ۴ ص ۲۱۵

[2] ایضاً لغات القرآن ج ۴ ص ۲۱۵

[3] امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، اہل حدیث اکادمی لاہور ۱۹۷۱ء ص ۶۶۳

[4] البقرہ ۲ : ۱۷۸

ہر وقت ان کی پرستش میں مصروف رہتے ہیں اور اسی کی طرف مائل رہتے ہیں۔
عَبْدِنَا: ہمارے عبد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ـــ سُوْرَۃٍ: ٹکڑا،
آیت، اصطلاحِ شرعیہ میں سورہ قرآن حکیم کے اُس ٹکڑے کو کہتے ہیں کہ جس میں
کم از کم تین آیتیں ہوں ـــ اُدْعُوْا: تم بلاؤ یہ دَعْوَۃٌ سے جمع مذکر امر حاضر
کا صیغہ ہے ـــ شُهَدَآءَ: گواہ، سردار، معبود، حمایتی، مددگار۔ جمع
مذکر حاضر کا صیغہ ہے ـــ دُوْنَ: سوائے، علاوہ، ورے، غیر، کم، حقیر،
امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ دُوْنَ، ظرف ہو کر استعمال ہوتا ہے، یہ فَوْقَ
کی ضد ہے[۵]۔ بعض کا قول ہے کہ یہ دُنُوٌّ کا مقلوب ہے جس کے معنی نزدیک
کے ہیں[۶] ـــ صٰدِقِیْنَ: سچے، تصدیق کرنے والے، صِدْقٌ سے اسم
فاعل جمع کا صیغہ ہے۔ یہ کذب کی ضد ہے اور صَادِقٌ کی جمع ہے یعنی
سچ بولنے والے۔

تفسیر: گذشتہ آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے توحید
کی قبولیت کی دعوت دی ہے۔ اور توحید کی معرفت
حاصل کرنے کا راستہ اور طریقہ اس آیۂ کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اللہ
تعالیٰ کے احکام کی اطاعت و فرماں برداری ہے جو کلامِ الٰہی کے ذریعے ممکن
الحصول ہے۔ جو کہ ہم نے اپنے عبدِ خاص پر نازل فرمائی ہے یہاں پر عَبْدِنَا
کا لفظ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ و مقرب عبد جناب احمد مجتبےٰ
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت، شرف، بزرگی، قُربِ الٰہی

---

[۵] مولانا عبدالرشید، لغات القرآن، ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۳ء ج ۳ ص ۱۹

[۶] ایضاً لغات القرآن، ج ۳ ص ۱۹

اور تفخیم شان کے اظہار کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ مفسرین کرام نے اس سلسلے میں بڑے نفیس اور عمدہ نکات بیان فرمائے ہیں۔ حضرت علامہ امام علاؤالدین علی المعروف بہ خازن المتوفی ۷۲۵ھ عَبۡدِنَا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" وَقَوۡلُهٗ عَلٰی عَبۡدِنَا اِضَافَةُ تَشۡرِیۡفٍ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنَّ الۡقُرۡاٰنَ مُنَزَّلٌ عَلَیۡهِ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی[۱]" (ارشاد باری تعالیٰ میں جو لفظ عَبۡدِنَا آیا ہے یہ اضافت کے لئے ہے۔ جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف وعزت کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور یہ کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ جل سبحانہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا) حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

" محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضاف الی نفسه تنويها لذكره و تنبیها علی انقیاده لحکمه[۲]" (اللہ تعالیٰ نے عبد کی اضافت (نسبت) اپنی ذات کی طرف فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند فرمایا اور احکام الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال اطاعت کا اظہار فرما کر آپ کی شان عظمت و قرب الٰہی کا بیان فرمایا۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۷۰ھ رقمطراز ہیں۔

" التفات من الغائب الی ضمیر المتکلم والا لقال سبحانه مما نزل علی عبده لکنه عدل سبحانه الی ذلك تفخيما للمنزل او المنزل علیه لاسیما وقد اتی بنا المشعرة بالتعظیم التام و تفخیم الامر غایة لرفعة شانه علیه الصلوٰة والسلام[۳]"

(اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ضمیر غائب کی بجائے ضمیر متکلم کو اختیار فرمایا اور "مما نزل علی عبده" یعنی جو نازل ہوا اس کے بندے پر کی بجائے ارشاد فرمایا "مما نزلنا علی عبدنا یعنی جو نازل کیا ہم نے اپنے بندے پر تو ضمیر کی یہ تبدیلی مُنَزَّلٌ یعنی قرآن یا مُنَزَّلُ

۱؎ خازن علاؤالدین، لباب التاویل فی معانی التنزیل، مطبع علمیہ مصر ۱۳۳۱ھ ج ۱ ص ۳۳

۲؎ قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری حیدر آباد دکن ج ۱ ص ۳۷

۳؎ سید محمود آلوسی، روح المعانی، المنیریہ مصر ج ۱ ص ۱۷۸

عَلَیۡہِ یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تفخیم یعنی بلندیٔ شان کے لئے کی گئی ہے۔ اور تحقیق ضمیر کا یہ تغیّر و تبدّل اس لئے کیا گیا ہے تاکہ تعظیم تام یعنی کامل تعظیم اور تفخیم امر کی نشاندہی کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بزرگی اور بلند مرتبت مقام کا اظہار کیا جائے۔ یہ قرآن حکیم چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جناب محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر آیت آیت اور سورۃ سورۃ کی شکل میں نازل ہوتا رہا۔ تو جن لوگوں نے اس کے وحیٔ الٰہی ہونے سے انکار کیا انہوں نے اس کے کلام الٰہی ہونے پر ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ یہ قرآن یکبارگی کیوں نازل نہیں ہُوا جس کا ذکر سورۃ الفرقان میں یُوں کیا گیا ہے۔ "وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَۃً وَّاحِدَۃً" [۱] (اور کافروں نے کہا کہ یہ قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نازل نہیں ہُوا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں چیلنج (تحدی) کیا کہ اگر تمہیں اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے اور تمہیں یہ گمان ہے کہ میرا یہ عبدِ خاص محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے گھڑ کر تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور تمہارا اعتراض یہ ہے کہ یہ ٹکڑوں کی صُورت میں کیوں نازل کیا جا رہا ہے تو چلو تم اس قرآن کی کسی ایک سورۃ کی مانند کوئی سورۃ کوئی ٹکڑا بنا کر لے آؤ۔ اور اس مقصد کے لئے تم عرب کے فصحاء و بلغاء سے بھی مدد حاصل کر سکتے ہو۔ اُن کی فصاحت و بلاغت سے امداد و استعانت کے حصول کے لئے تم پر کوئی پابندی نہیں یعنی اس مقابلے کے لئے تم تمام عرب کو اپنے ساتھ شامل کر سکتے ہو۔ اور قرآن کا یہ چیلنج صرف عرب کے لئے ہی نہیں بلکہ عجم کے لئے بھی ہے لیکن چونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہُوا اور اُس زمانے میں جزیرۂ عرب میں بڑے بڑے بلند پایہ شاعر اور ادیب موجود تھے جن کے ادبی شاہکار سبع معلقات کی صورت میں بیت اللہ شریف کی دیواروں

---

[۱] الفرقان ۲۵: ۳۲

کی زینت بنے ہوئے تھے. قرآن حکیم کے اوّلین مخاطب بھی عرب تھے اور پھر انہوں نے ہی اس پر اعتراض بھی کیا تھا لہٰذا خاص طور پر انھیں اس قرآن حکیم کی کسی سورۃ کی مثل پیش کرنے کا چیلنج دیا گیا۔ ورنہ قرآنِ حکیم کا یہ چیلنج تمام دنیا کے لئے ہے۔ اور آج بھی اگر قرآن حکیم کے وحیٔ الٰہی ہونے سے کوئی انکار کرے تو اُس کے لئے بھی یہ چیلنج موجود ہے۔ (جاری ہے)

درود پڑھو

لطف علی خان لطف

خموش بیٹھے ہو کیا مومنو! درود پڑھو
شفیع روزِ جزا پہ پڑھو درود پڑھو

تمام جسم میں خوشبو ملو درود پڑھو
مشامِ جاں کو معطر کرو درود پڑھو

اگر خدا کے ہو طالب تو پہلے لازم ہے
رسولِ پاک کو راضی کرو درود پڑھو

اگر حضور کی مدّ نظر حضوری ہے
حضورِ قلب سے اے دوستو درود پڑھو

جو اس حبیب کا مد نظر نظارہ ہے
پڑھو درود پڑھو عاشقو! درود پڑھو

یہ کون بزم ہے کس کا ہے ذکر لطف یہاں
ادب سے بیٹھو ادب سے اٹھو درود پڑھو

حدیث ۹/۱۶ انبانا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا یعقوب بن عبد الرحمٰن الزہری عن ابی حازم قال اخبرنی سہل بن سعد انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم قال یوم خیبر لأعطینّ ھٰذہ الرّایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علیہ یُحبّ اللہ و رسولہ و یُحبّہ اللہ و رسولہ فلمّا اصبح النّاس غدوا علی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم یرجوا ان یعطی فقال این علیّ بن ابی طالب فقالوا یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہٖ فبصق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم فی عینیہ ودعا لہٗ فبرأ کان لم یکن بہٖ وجع فاعطاہ الرّایۃ فقال علیؑ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم اقاتلھم حتّٰی یکونوا مثلنا قال انفذ علٰی رسلک حتّٰی تنزل بساحتھم ثمّ ادعھم الی الاسلام و اخبرھم بما یجب علیھم من حقّ اللہ تعالٰی فو اللہ ان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیرٌ لک من حُمُر النّعم۔

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے۔ یہ کہ حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا۔ ضرور بالضرور کل میں یہ علَم اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، اور خدا و رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ دوسرے دن سویرے سویرے لوگ رسول کریم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے

ہر ایک یہ امید لیئے ہوئے تھا کہ یہ علم اُسے ملے گا۔ فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔ فرمایا اس کی طرف کسی کو بھیجو، پس وہ لائے گئے۔ تو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کی دونوں آنکھوں پر تھوکا اور ان کے لئے دُعا فرمائی۔ تو وہ تندرست ہو گئے گویا انھیں آنکھوں کا درد کبھی ہُوا ہی نہ تھا پھر انہیں عَلَم عطا فرمایا (حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم) نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اُن سے وقت تک لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں۔ تو ارشاد فرمایا۔ اچھی طرح اطمینان سے جا یہاں تک کہ تو اُن کے علاقہ پر پہنچے تو پھر ان کو سلام کی دعوت دو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حق جو اُن پر واجب ہیں ان سے انہیں باخبر کرو، پس خُدا کی قسم کہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے اگر ایک شخص کو بھی ہدایت کر دے تو تیرے لئے سُرخ اُونٹوں سے بھی بہتر ہے۔

حلِ لغت

بَصَقَ: تھوکا۔ البصاق۔ تھوک۔ یہ تھوک جب تک منہ کے اندر ہو تو اس کو ریق کہتے ہیں۔ بَرَأَ: بیماری سے چنگا ہُوا۔ وَجَعٌ: درد۔ دُکھ۔ بیماری

تشریح

ارشاد ہے۔ "وہ ہمارے جیسے ہو جائیں" یعنی جس طرح ہم آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے ہیں یہ بھی ایمان لے آئیں، اور مطیع و فرماں بردار مسلمان ہو جائیں۔ ارشاد ہے "اچھی طرح اطمینان سے جا۔" یعنی نہایت ہی بُردباری، آہستگی اور حوصلہ مندی سے کام لینا۔ ارشاد ہے "ان کو اسلام کی دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کے حق جو اُن پر واجب ہیں ان سے انھیں باخبر کرو۔" یعنی جنگ سے پہلے انہیں کلمۂ توحید کی دعوت دو اور اسلام کے احکام جو کہ عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں ان سے انھیں آگاہ کرو اگر وہ انکار کر دیں

تو پھر اُن سے لڑو یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرلیں یا جزیہ دینا مان لیں اور شکست قبول کرلیں۔ ارشاد ہے "پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اللہ تیرے ذریعے اگر ایک شخص کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لئے سُرخ اُونٹوں سے بھی بہتر ہے" یعنی اگر تو زر و جواہر اور بہت ہی قیمتی اُونٹوں کا مالک ہو جائے تو تیرے لئے اس دولت سے یہ بہت ہی بہتر ہے کہ تو ایک شخص کو ہدایت دے۔

اسماء الرّجال ۱۶و:-

۱۔ ۱۶:- ملاحظہ کیجئے حدیث ۔

۲۔ ۱۶:- یعقوب بن عبد الرحمٰن بن محمّد بن عبد اللہ بن عبد القاری بتشدید التحتانیۃ المدنی نزیل الاسکندریۃ حلیف بنی زھرۃ من الثامنۃ مات سنۃ احدیٰ وثمانین (التقریب صفحہ ۳۸۶، ۳۸۷)۔ روی عن ابیہ وزید بن اسلم وعمرو بن ابی عمرو وموسیٰ بن عقبۃ وابی حازم بن دینار وسھیل بن ابی صالح وغیرھم وعنہ ابن وھب وابن عمر...... وقتیبۃ بن سعید ویزید بن سعید الصباحی وغیرھم۔ قال الدوری عن ابن معین ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات قال احمد ثقۃ (التھذیب ج ۱۱ صفحہ ۳۹۲)

۳۔ ۱۶: سلمۃ بن دینار ابو حازم الاعرج الافزر التمّار المدنی القاضی مولی الاسود بن سفیان ثقۃ عابد من الخامسۃ مات فی خلافۃ المنصور۔ (التقریب صفحہ ۱۳۰) روی عن سھل بن سعد الساعدی وابی امامۃ بن سھل بن حنیف وابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن وابن المنکدر

وغيرهم، وعنه الزهري وعبيد الله بن عمرو ابن اسحاق ... والدراوردي ويعقوب بن عبد الرحمن الاسكندراني و عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار وابناه عبد الجبار و عبد العزيز وخلق آخرهم - قال احمد وابو حاتم والعجلي والنسائي ثقة وقال ابن خزيمة ثقة لم يكن في زمانه مثله وقال ابنه يحيى بن صالح من حدثك ... قلت ذكره ابن حبان في الثقات (التهذيب ج ٤ ص ١٤٣ و ص ١٤٤)

٤-١٦: - سهل بن سعد بن مالك بن خالد الانصاري الخزرجي الساعدي ابو العباس له ولابيه صحبة مشهور مات سنة ثمان وثمانين وقيل بعدها وقد جاوز المائة (التقريب ص ١٣٨) - روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم وعن ابي بن كعب وعاصم بن عدي وعمرو بن عتبة ومروان بن الحكم وهو دونهم وعنه ابنه عباس والزهري وابو حازم بن دينار ووفاء بن شريح الحضرمي ... وعمرو بن جابر الحضرمي وغيرهم قال شعيب عن الزهري عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم توفي وهو ابن (١٥) سنة - قال ابو نعيم وغير واحد مات سنة (٨٨) زاد بعضهم وهو ابن (٩٦) سنة وقال الواقدي وغيره مات سنة (٩١) وهو ابن مائة سنة وهو آخر من مات بالمدينة من الصحابة - قلت - رواية شعيب صحيحة وهي المعتمدة في مولده فيكون مولده قبل الهجرة بخمس سنين فاي سنة مات يضاف اليها الخمس فيخرج مبلغ على الصحة ... وقال ابن حبان كان اسمه حزنا فسماه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سهلا وقال ابو حاتم الرازي

مات سنة ٨٨ او ٩١ [illegible] (تهذيب ج ٤ ص ٢٥٢ ، ٢٥٣) (خ ى ١)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سیر السلوک الی ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

اور راہ سلوک میں جن چیزوں کی حاجت پڑتی ہے اُن سے واقفیت بہت ضروری ہے جیسے علم فِقہ کے مسائل یعنی پانی کے پاک ہونے ، وضو کرنے ، نجاست (پلیدی) کو دور کرنے اور نماز کے فرائض ، واجبات ، سنن اور مستحبات وغیرہ کو جاننا اور دیگر اُن دینی ضروریات کا علم جن سے چھٹکارا ممکن نہیں اسی طرح علم العقائد سے کسی قدر آگاہی جیسے ذات باری تعالیٰ اُس کی صفات کے قدیم ہونے نیز جو اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہے جو اُس کی ذات اقدس کے منافی ہے۔ اور جو اُس کے لئے جائز ہے۔ ان کی پہچان بھی ضروری ہے ـــــ اے سالک ! ہم نے جن علوم کا ذکر کیا ہے ۔ ان کے بغیر کوئی دوسرا شغل اُس وقت تک اختیار نہ کر جب تک کہ تو اِن مذکورہ سات امور پر عمل پیرا ہو کر ایک طویل مُدت تک مجاہدے کے ذریعے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب حاصل نہ کرلے ۔ اور وہ سات اُمور یہ ہیں کم کھانا ، کم سونا ، کم بولنا ، لوگوں سے الگ رہنا ، ہمیشہ ذکر کرنا ، کامل فکر کرنا ، حرام کو ترک کرنا اور ہر وقت باوضو رہنا ۔ یہ اشغال طریقت میں انتہائی اہم ہیں ۔ اور تزکیۂ نفس حاصل کرنے سے پہلے نفس کو عادات کے خول سے باہر نکالنے اور آئینۂ قلب کو جلا دینے کے لئے یہ ازحد ضروری ہیں : اس لئے کہ یہ سالک کے قلب کے آئینے سے وہ زنگ دور کر دیتے ہیں جو کہ اشیاء کی حقیقتوں اور علوم کی باریکیوں کو سمجھنے میں رکاوٹ بنتا ہے ، کیونکہ اِس مقام پر تکبر ، لالچ ، حسد ، غرور ، کینہ اور شہوت کے دھبے پڑھ کر تیرے آئینہ قلب کی چمک دمک کو ختم کر چکے ہیں ۔ پس اے سالک ! تم پر لازم ہے اور دوسری چیزوں کی نسبت اِس زنگ کی صفائی تمہاری انتہائی اہم ذمہ داری ہے ۔ کہ اس مقام پر تم ان پلیدیوں سے چھٹکارا حاصل کرو جو تمہارے آئینۂ قلب پر پوشیدہ رازوں کے آشکارا ہونے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں ۔

(جاری ہے)

اسلامؐ اور جدید سائنس

احمد ہلال بی ایس سی پشاور

جدید دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اس مقام تک پہنچنے کے لئے انسان نے ماہ و سال کے کتنے ہی چکر دیکھے اور جب بھی کوئی نئی اختراع یا ایجاد ہوئی انسان مارے حیرت کے دنگ رہ گیا اور اس مصر کے مصداق ہو گیا کہ

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

ہم مسلمان بلاشک و شبہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ازل سے ابد تک کی تمام باتیں اس کی الہامی کتاب "قرآن مجید" میں بتادی گئی ہیں اور یہ سب کچھ آج سے ۱۴۰۰ سو سال قبل اسلام نے روحانی اور بیانی طور پر افشاں کر دیا ہے مگر جوں جوں انسان کوشش کریگا اس پر قدرت کی حکمتیں آشکارا ہوتی جائیں گی۔

بقول علامہ اقبال

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں ۱

اسلام اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں۔ کیوں کہ اسلام کی بنیاد قرآن مجید پر ہے اور قرآن مجید اس اللہ جل جلالہٗ کا کلام ہے جو علیم و خبیر ہے اور کائنات کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید سائنس کی کتاب نہیں۔ ان کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہاں ماننے کی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید ایک نسخہ کیمیا ہے جو ہر دور، ہر گھڑی، ہر شعبے، ہر شخص حتیٰ کہ ہر ذرے کے لئے ہے۔ تو اتنی جامع کتاب کا ایک ہی موضوع کیسے ہو سکتا ہے یہ تو ہر پہلوئے زندگی کے لئے مستند ترین احکامات کا مجموعہ ہے۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں سائنسی علوم کا بیان کس حد تک ہوا ہے۔ محمد احمد العمرادی کے قول کے مطابق قرآن کی ۶۶۶۶ آیات میں سے ۷۵۶ آیات یعنی قرآن کا نواں حصہ آیات ایسی ہیں جو مظاہر فطرت اور اس پر غور و خوص کی براہ راست دعوت دیتی ہیں یعنی اس کتاب کا نواں حصہ سائنس سے متعلق ہے جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۱) "اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ہم نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے ہم نے اس میں ہر شے کے متعلق فرمادیا ہے اور مسلمان کے واسطے بڑی رحمت اور بڑی خوشخبری سنانے والی ہے"۔ (اعراف۔ ۸۹)

(۲) "دنیا میں چل پھر کر دیکھو اور مشاہدہ کرو" (العنکبوت : ۲۰)

(۳) "آپ کہہ دیجئے کہ زمین و آسمان کی چیزوں میں نظر دوڑاؤ (غور کرو)" (یونس : ۱۰۱)

(۴) "اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا عالم میں اور تیری دوسری چیزوں میں جو حق تعالیٰ نے پیدا کی ہیں" (اعراف : ۱۸۵)

(۵) "سو کیا یہ لوگ ملک میں چلتے پھرتے نہیں؟ (الحج : ۴۶)

ایک زمانہ تھا کہ سائنسدان خدا کی ذات کے منکر تھے اور اس ذات باری کو واہمہ اور تصوراتی ہستی گردانتے تھے مگر تقریباً چالیس نامور سائنسدانوں نے " Evidence of God in the expending universe " نامی شہرہ آفاق کتاب لکھ کر مسئلہ توحید کا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کر دیا ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر پال کلیرنس رقم طراز ہیں۔ "انسان نے عقلاً اور روحانی طور پر بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس کائنات میں تنظیم و ترتیب اور حکمت و صناعی کے جو نمونے نظر آتے ہیں وہ کسی حادثے یا اتفاقی واقعے کا کرشمہ نہیں ہیں بلکہ یہ چیزیں اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ عقل کل اور مدبر بے مثل اس زمانہ رنگ و بو کے پیچھے کارفرما ہے"۔

اسی طرح مارلن بیکن لکھتا ہے "میرا ایمان ہے کہ خدا ہے نہ صرف ایک انسان کی حیثیت سے بلکہ ایک سائنسدان کی حیثیت سے بھی جس کی تمام عمر سائنس کے مطالعہ اور تحقیق میں گزری ہے۔ مجھے خدا کے وجود میں ذرہ برابر بھی کوئی شک نہیں"۔

ڈاکٹر ریڈ کلف اوٹو کا کہنا ہے "انسان نے ہر زمانے میں ایک مقدس ہیبت محسوس کی ہے کہ اس دنیا میں ایک اور طاقت بھی ہے جس کی عظیم طاقت اور قہاری کے سامنے انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو پست کر کے رکھے"۔

اسلام نے دین فطرت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آئیں دیکھیں کہ یہ کس حد تک درست ہے ہمارا تو بحیثیت مسلمان ایمان ہے کہ احکامات الٰہی کی پابندی میں بھلائی سراسر انسان ہی کی ہوتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو ان باتوں سے بے نیاز ہے اس کو تو کوئی نقصان نہیں وہ تو کسی کا محتاج نہیں۔ اس نے صحیح زندگی

گزارنے کا ڈھنگ سکھا دیا اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا انسان کی مرضی ہے۔ آئیے اب روزمرہ زندگی میں اسلام کے سائنٹفک اصولوں کا جائزہ لیتے ہیں اسلام کے مطابق اگر کوئی کتا یا دوسری ناپاک چیز کنوئیں میں گر جائے تو وہ پانی اس وقت تک پاک نہیں پینا چاہئے جب تک کہ اس چیز کو نکالنے کے ساتھ ساتھ کنوئیں کا سارا پانی بھی نہ نکالا لیا جائے۔ سائنس نے آج ثابت کر دیا ہے کہ اس جسم کے غلیظ جراثیم واقعی ختم نہیں ہوتے جب تک کہ اسلامی طریقہ نہ اپنایا جائے۔ پھر دین فطرت کہتا ہے کہ بلی یا کتا کسی برتن میں منہ ڈالے تو اسے ۷ دفعہ دھونا ضروری ہے جرمنی کے سائنس دان اس کوشش و جستجو میں رہے انہوں نے چھ دفعہ برتن کو صاف کیا مگر جراثیم اس میں موجود رہے حتیٰ کہ ساتویں مرتبہ یہ عمل دھرانے سے وہ برتن صاف ہوا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت مبارکہ ہے داڑھی رکھنا۔ جدید سائنس تحقیقات ثابت کرتی ہے کہ داڑھی رکھنے سے نظر کمزور نہیں ہوتی اس سے نرینہ نظام تولید کو بھی قوت ملتی ہے۔

اسلام میں شراب پینا سختی سے منع ہے اور شرابی کی سزا سخت سے سخت مقرر کی گئی ہے۔ سائنس کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ شراب پروٹین کو طبعی طور پر ضائع کر دیتی ہے۔ خامرات (Enzymes) کے نظام کو درحم برحم کر دیتی ہے۔ ایک محقق ڈاکٹر گاتتو نے بتایا کہ شراب پینے والے یہ نہیں جانتے کہ کس قدر جلد موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ شراب حراروں سے پُر ہے۔ دو اونس شراب پینے والے کے جسم میں روزانہ ۶۰۰ سے زائد حرارے چلے جاتے ہیں یہ حرارے چربی کی صورت میں جمع ہو جاتے ہیں اور موت کی صورت میں اختتام پذیر ہوتے ہیں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شہد بہت پسند تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر بیماریوں کے علاج کے لئے شہد تجویز فرماتے۔ شہد کی شفا بخشیوں کی ایک دنیا معترف ہے۔ چھاتی کے سرطان کے آپریشن کے بعد سینے میں پیدا ہونے والے گہرے زخم کا علاج بھی شہد سے کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر بل مین کہتے ہیں کہ ایسے زخموں کی صفائی ذرا مشکل ہوتی ہے۔ ایک مریض کے گہرے زخموں کو انہوں نے شہد سے بھر دیا اور ہر روز اس عمل کو دھرایا اور اوپر جالی دار کپڑا ڈھک دیا جاتا تھا شہد کے استعمال سے زخم کی صفائی خود بخود ہونے لگی اور عمل اندمال (Healing) تیز ہو گیا۔ مزید بتاتے ہیں کہ اس علاج کی یہ خوبیاں ہیں کہ اس سے کسی قسم کی تکلیف، خارش اور کھجلی نہیں ہوتی، زہریلے اثرات وقوع پذیر نہیں ہوتے، جراثیم کش ہے، بآسانی دستیاب ہے اور حد یہ ہے کہ بے حد متاثر کن ہے:

جدید امریکی ہیلتھ لٹریچر میں امراض قلب کے لئے جو ورزشیں تجویز کی گئی ہیں وہ نماز میں من و عن

موجود ہیں۔

جدید ماہرین حیاتیات اور ڈاکٹروں نے یہ بات ثابت کی ہے کہ استنجا۔ کرنے سے انسان کی کم از کم ۳۲ بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں جن میں سے ایک نامردی بھی ہے۔

مسلمانوں کو اسلام نے سوّر کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔ قرآن میں آتا ہے "اللہ نے تم پر حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو (جو بہتا ہے) اور خنزیر کے گوشت کو" جدید سائنس اسکی بڑی۔ بہترین توجیہہ پیش کرتی ہے اور قرآنی تعلیمات کی حرف بہ حرف تائید کرتی ہے۔

ترخینا ایک نہایت مضر صحت کیڑا ہے جو بعض جانوروں میں اپنی زندگی گزارتا ہے انسان کے لئے اس کا سب سے بڑا منبع سوّر کا گوشت ہے اس کے ایک اونس گوشت میں ان کیڑوں کی تعداد ۸۵،۰۰۰ ہوتی ہے۔ اگر سوّر کا گوشت ادھ پکا کھایا جائے تو یہ کیڑے۔ بہت زیادہ نقصان کرتے ہیں۔ ترخینا خوردبین کے بغیر نظر نہیں آتے، جسم میں داخل ہونے کے بعد یہ انتڑیوں میں سوراخ کر دیتے ہیں اور اعصابی خلیوں میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کیڑا کسی پٹھے میں پہنچ جاتا ہے تو وہ کبھی نہیں نکلتا۔ ابتداء میں انتڑیوں میں تکلیف شروع ہو جاتی ہے بعد میں اعصابی درد ہوتا ہے حتیٰ کہ زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

قارئین کرام یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کا احاطہ کرنا انتہائی دشوار ہے کیوں کہ جدید تحقیق ہر لمحے ان سربستہ رازوں سے پردہ اٹھا رہی ہے جن کو ہمارے مذہب نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے آشکارا کر دیا تھا اور ہمارا بلا تحقیق ہی اس پر ایمان ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمایا ہے۔

بقول اقبال

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق